السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

زید بحالت غربت اٹھائیس سال ہوئے تین بھائی چھوڑ کر مفقودالخبر ہے۔ صورت اس کی مفقودی کی یہ ہوئی۔ کے بغیر کسی لڑائی جھگڑے یا فساد کے یا کسی طرح کے ناراضگی کے گھر سے سفر پر چلا گیا۔ پھر باوجود تلاش کے کوئی پتہ نہ ملا۔ اس کے نو سال نکلنے کے بعد زید کا ایک بھائی ایک بیٹا۔ بیٹیاں چھوڑ کر مرگیا۔ پھر دوسرا بھائی بھی گیاراں سال کے بعد اولاد نرینہ ادنیہ چھوڑ کر مرگیا۔ اس وقت زید کا ایک بھائی اور دو بھائیوں کی اولاد موجود ہے۔ اور زید اسی طرح مفقودالخبر ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا زید کا مال تقسیم ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اگر ہوسکتا ہے تو کس طرح بینوا توجروا۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

اقول لاحول ولاقوۃ الا باللہ العزیزا لحکیم مفقودالخبر کی زوجہ کے متعلق خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اوران کے بیٹےابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ ہاں یہ ہے کہ چار سال انتظار کرنے کے بعد بحکم قاضی دوسری جگہ (عدت متوفاۃ کی گزار کر) نکاح کرے۔ نیز تابعین امام نخعیر حمۃ اللہ علیہ وعطائی مکحول وشعبی وزہری رحم اللہ کے نزدیک بھی فتویٰ ہے اوران حضرات کا مفقود کی بیوی کو عدت وفات کا فتویٰ دینا بتلانا ہے۔ کے مفقود کو چار سال کے بعد متوفی مقرر کرتے ہیں۔ جس کا تیجہ یہ ہے کہ چار سال کے بعد اس کا میراث بھی تقسیم کیا جاوے۔ لیکن فقہائے حنفیہ کا فتویٰ ان کی بیوی اور میراث دونوں کی نسبت مختلف ہے۔ فتاویٰ بزازیہ کتاب الفرائض میں ہے۔

وقت ابو حنیفہ بروایہ الحسن عنہ مائۃ وعشرین سنۃ وقال بعضهم بتسعين و بعضهم بسبعين وقال بعضهم مركولالى راي القاضى فاذا مضت المدة ورثہ من كان حيا من ورثہ

یعنی حسن امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔ کے انھوں نے مفقود کےلئے اس کی ولادت سے ایک سو بیس سال مقرر کئے اور ابو یوسف نے سو سال روایت کئے۔ اور بعض فقہاء نے نوے سال کا فتویٰ دیا۔ اور بعض نے ستر سال کا اور فقہائے حنفیہ نے کہا کہ قاضی کی رائے پر سپر دہے۔ سو جب یہ مدت ختم ہوگی۔ اس وقت اس کے وارثوں میں سے جو زندہ ہوں گے وہی وارث ہوں گے۔

اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے جو بہت سے مسائل میں سے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے موافق ہوا کرتے ہیں۔ اس مسئلہ میں تفصیل کی ہے۔ فقہائے حنابلہ کے ہاں جس طرح مقنع لابن قدامہ میں ہے۔

اذا انقطع خبره الغيبة ظاهرها السلامة كالتجارة ونحوها انتظر بها تمم تسعين سنة من يوم ولد وعنه ينظر به ابدا وان كان ظاهرها كالذي يفقد من بين اهله اوفى مفازة مهلكه اوفى البحر اذا اغرفت سفينه انتظر به تمام اربع سنين ثم تقسم ماله

یعنی جب آدمی کی خبر کسی ایسی غیبوبت سے نہ ملے۔ کہ جس کا ظاہر سلامتی ہے جیسے تجارت وغیرہ میں جانا تو اس کی ولادت سے نوے سال انتظار کی جاوے اور ایک روایتج میں یہ ہے۔ کہ ہمیشہ انتظار کرتے رہیں گے۔ اور اگر طاہر ہر جانا ہو جیسے وہ شخص کہ اپنے گھر میں سے ہی گم ہوجاوے (جیسے ہماری مسئولہ صورت ہے) یا کسی مہلک جنگل کو گیا ہو یا دریا پر سوار ہوا ہے۔ اور اس کی کشتی غرق ہوگئی ہے تو ان تمام صورتوں میں) پورے چار سال انتظار کریں گے پھر اس کا مال تقسیم کیا جائے گا۔

خلاصۃ المرام۔ نکہ زید مفقود الخبر ہذا کو اس کے نکلنے کے وقت سے چار سالل بعد متوفی مقرر کیا جاوے گا۔ جس طرح کی مقنع فقہ حنبلی میں مسئلہ کی ت تفصیل بتلائی ہے اور فتاوی بزازیہ فقہ حنفی میں بعض فقہائے حنفیہ کا قول بیان کیا ہے۔ اور اس کے متروکہ کو اس کے ہر سہ بھائیوں پر برابر تقسیم کیا جائے گا۔ پھر زید کے دو متوفی بھائیوں کی طرف سے دونوں کی نرینہ ما دینہ کو ''للذکر مثل حظ الاثنيين'' دیا جائے گا۔ کنز الحقائق فی فقہ خبر الخلائق میں ہے۔

وتقسم ماله بعد اربع سنين فان قدم بعد القسمه اخذ ماوجده بعينه ورجع بالباقی علی من اخذه

یعنی چار سال بعد اس کا مال تقسیم کر دیا جائے گا۔ پھر اگر بانٹے جانے کے بعد آجاوے۔ تو جو اس کے متروکہ میں اس کی خاص چیز موجود ہوگی۔ وہ لے لے گا اور باقی لینے والے سے واپس لے لے گا۔ ہذا واللہ اعلم۔

نیز مولوی عبد الحئی صاحب لکھنوی حنفی الذہب نے جو قریب زمانہ کے اجل علماء میں سے ہیں۔ اپنے فتاویٰ میں ایک صاحب کے سوال کے جواب میں لکھتے ہیں۔

وزہب جمع منهم الى جواز الزوج بعد اربع سنين وتربص اربعه اشهر وعشرا اخرج ابن ابى شيبة وعبد الرازاق والدار قطنى ومالک فى الموطا بطرق متعدده عن عمر بن الخطاب وروي عبد الرزاق عن ابن عمر وابن عباس مثله وبه قالت المالكيه وغيرہم وهو قوي من حديث الدليل واصول الحنفية الينا تقتضى الافتاء به فان قول الصحابى فى مالا يعقل بالراي فى حكم المرفوع عندہم فان جزم جواز الحنفيه ايضا الافتاء به فى موضع الضرورة كما فى جامع الرموز بعد زكر مذهب مالک فلو افتى به فى موضع الضروره ينبغى ان لا باس به فى ماظن وزكر ابن وهبان فى منظومته انه لو اختى بى فى موضع الضرورة انتهى ومثله فى ردالمختار وغيره

خلاصہ ترجمہ اس کا یہ ہے۔ کہ علمائے حنفیہ کے قواعد کا مقتضی یہ ہے کہ بحالت ضرورت غیر مذہب کا جو دلیل میں قوی ہو اس پر فتویٰ دینا جائز ہے۔ کیونکہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول اس مسئلے میں جو کہ رائے سے نہیں سمجھ سکتے ہیں۔ آپ ﷺ کے فرمان کے حکم میں ہے۔ پس بے شک ضرورت کے مقام میں اس پر حنفیہ نے فتویٰ دینا جائز رکھا ہے۔ جس طرح کے مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کرنے کے بعد جامع الرموز میں ذکر کیا ہے۔ سو میرے

گمان میں بھی مقام ضرورت ہیں۔ اس پر فتویٰ دینا درست ہے۔ اور ابن حبان فقیہ حنفی نے بھی اپنے منظومہ قصیدے میں اس طرح کا ذکر کیا ہے۔ اور شامی ردالمختار وغیرہ میں بھی اسی طرح ہے انتھی۔

اوراوپر معلوم ہوچکا ہے کہ مفقود کی عورت کو عدت وفات گزارنے کے بعد نکاح ثانی کرنے کا حکم بھی بتلاتا ہے۔ کہ چارسال کے بعد مفقود کو فوت شدہ مقرر کرنا ہے۔ جس کا اثر یہ ہے کہ اس کا ترکہ تقسیم کرنا درست ہوگا۔ اورچار سال گزارنے کے بعد جتنے وارث اس کے زندہ ہوں گے۔ وہی وارث ہوں گے۔ واللہ اعلم

(حررہ عبدالتواب ملتانی۔ الجواب صحیح عبدالغفار۔ المجیب مصیب عبدالرشید عفااللہ عنہ)

نقل فتویٰ مولوی عبدالحق صاحب ملتانی

جو شخص مفقودالخبر ہے۔ جس کو عرصہ اٹھائیس سال کا گزر گیا اس کی خبر نہیں کہ وہ زندہ ہے یا مردہ تو اس کے مال کے متعلق فیصلہ شرعیہ یہ ہے کہ جو مال اس کے ضائع ہونے کا محتمل ہے اس میں تو بطور ضمانت جیسے لقطہ (پائی ہوئی چیز میں) ہوتا ہے تصرف کرنا جائز ہے۔ یعنی جو شخص اسے اپنے تصور میں لادے۔ بعد اس کے پھر آجانے کے ادا کرنا پڑے گا۔ اور جو مال ضائع ہونے کا محتمل نہ ہو۔ اس کو جوں کا توں رکھنا چاہیے تقسیم کرنا رواہ نہیں بخاری شریف کے باب حکم المفقود فی احلہ ومالہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ نقل فرمایا۔ کہ انہوں نے ایک جاریہ (لونڈی) جس کا مالک مفقودالخبر تھا۔ سال بھر اس کے مال کی تلاش فرمائی بعد اس کے جب اس کا کوئی پتہ نہ ملا۔ تو اس جاریہ کی قیمت سات سو درہم مقرر کرکے مجمع مساکین میں جاکر نقود مذکورہ جو قیمت میں مقرر ٹھرائی۔ ان مسکینوں پر تقسیم فرمائی اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں۔ اللھم ان فلان فان اتی فلی وعلی یعنی اس رقم کو اس کے حق میں قبول فرما۔ اور اس کا ثواب اس کو پہنچا اور اگر یہ آگیا تو یہ دراہم میرے حق میں قبول فرما اور اس کو میں اپنی طرف سے رقم مذکور بھر دوں گا۔ آگے فرمایا وقال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نحوہ آگے امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل فرمایا

قال الذہري فی الاسیر مکانہ لاتزوج امراتہ ولایقسم مالہ فاذاا نتقطع خبرہ فسنۃ سنۃ المفقود

یعنی قیدی کا جب تک محل قید میں ہونا معلوم ہے۔ تو اس کی عورت اور اس کا مال محفوظ رہے۔ جب اس کی خبر منقطع ہوجائے۔ تو اس کے مفقود کے حکم میں داخل سمجھا جاوے۔ یعنی اس کی عورت کو بعد چارسال کے انتقطاع خبر سے عدت وفات گزار کر نکاح کرنا چاہیے۔ اور امال کو اس قانون پر (جو پہلے مذکور ہوا) رکھنا چاہیے۔ فتح الباری میں اس کے ذیل لکھا ہے یعنی کہ جس مال کی ضیاعت کا خوف ہو۔ اس کو تو استعمال کرنا چاہیے۔ اور جس کو ضیاعت کا خوف نہیں اس کو محفوظ رکھنا چاہیے۔ مگر کسی امین کے پاس ہاں جب اس پر کسی کے قابض ہونے یا ضائع ہونے کا خطرہ ہو۔ تو اس کو اس کے مفقود موجودہ رشتہ داروں پر جو استحقاق وراثت رکھتے ہوں۔ تقسیم کردیا جائے بایں طور کے جو منافع حاصل کریں اس کا حساب یاد رکھیں جب وہ اصل مالک مفقودالخبر آجاوے۔ واپس کرنا پڑے گا۔ ورنہ ان کو پہنچا واللہ اعلم بالصواب

اہلحدیث

میرے نذدیک دوسرا جواتنا صحیح ہے۔ کہ بعد تقسیم اصل جب کبھی آجائے۔ اس کا حق ساقط نہیں ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے۔

ليس علی مال مسلم توي

مسلمان کا مال ضائع نہیں ہونا چاہیے۔ ہاں مفقعودالخبر کی عورت بعد نکاح ثانی واپس نہیں ملے گی۔ کیونکہ نکاح قابل فسخ ہے۔ مگر مال کی ملکیت زندگی میں قابل زوال نہیں۔ اس لئے فسخ نکاح پر مال کا قیاس جائز نہیں۔ مگر منافع کی زمہ داری نہیں ہے۔ کیونکہ اس شخص نے باجازت شرع قبضہ کرکے اا ستعمال کیا ہے۔ اس لئے منافع اسی کے ہوں گے واللہ اعلم۔ (اہلحدیث 14 شعبان المکرم 1343 ہجری)

شرفیہ

یہ صحیح ہے اور جو یہ لکھا گیا ہے۔ کہ چارسال کے بعد عدت گزار کر دوسرا نکاح کرے۔ تو اس میں اتنا بیان رہ گیا کہ چارسال کب سے شمار ہوں گے۔ یہ جب سے شمار ہوں گے۔ کہ عورت نے مراقعہ بامقدمہ حاکم کی عدالت میں پیش کیا ہے۔ چنانچہ عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہسے اس کی تصریح موجود ہے۔ دیکھو تلخیص الجیر صفحہ 239۔ جلد 3 اور چارسال کے بعد بوجہ فتویٰ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ احکام موت کا اجراء بھی صحیح ہے۔ (ابوسعید شرف الدین دھلوی)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ امرتسری

جلد 2 ص 269

محدث فتویٰ